قومی اُفق پر چمکے۔ ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، بہادر یار جنگ، علامہ عطا اللہ شاہ بخاری اور شورش کاشمیری کے نام اس سلسلے میں نمایاں ہیں۔

محمد منیر افضل طالب علمی کے زمانے سے تقریریں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پنجاب یونی ورسٹی میں طالب علم راہنما کے طور پر خاصی شہرت رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنی چند اہم تقاریر کو مرتب کر دیا ہے۔

کتاب میں بعض مشاہیر علامہ عنایت اللہ مشرقی، پیر کرم شاہ الازہری، مولانا ظفر علی خان، مولانا ابوالکلام آزاد، عطا اللہ شاہ بخاری، طارق بن زیاد، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، نواب بہادر یار جنگ، مولانا محمد علی جوہر، سردار عبدالرب نشتر اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کی اہم ترین تقاریر کے اقتباسات شامل کیے گئے ہیں۔ اگرچہ ان اقتباسات کا اپنا ایک حسن ہے، تاہم مناسب ہوتا کہ یہ اقتباسات کتاب کے آخر میں یکجا کیے جاتے۔ مزید برآں تمام تقاریر سے قبل اشعار یا قطعات الگ صفحے بنا کر شامل کیے گئے ہیں، یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ اشعار تقریر کا حصہ ہیں یا صرف قارئین کے اندر جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔

ان تقاریر میں لفظ زندگی اور جوش عمل کی تکرار ہے جو ثابت کرتی ہے کہ مصنف قوموں کی عروق مردہ میں زندگی اور توانائی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ گردوپوش خوب صورت اور طباعت معیاری ہے (م۔ا۔م)۔

نگری نگری پھرا مسافر، حافظ محمد ادریس۔ ناشر: مکتبہ احیاے دین، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۳۶۴۔ قیمت: ۹۰ روپے۔

حافظ محمد ادریس صاحب اسلامی تحریک کے اہل قلم اصحاب میں اس اعتبار سے نمایاں حیثیت رکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنی گوناگوں تنظیمی ذمہ داریوں اور دوروں اور تقریروں کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ قرطاس و قلم سے اپنا رشتہ منقطع نہیں ہونے دیا۔ ان کی قلمی کاوشیں بھی متنوع ہیں۔ تاریخ، ترجمہ، افسانہ، مضمون اور سفرنامہ وغیرہ--- سفرنامہ افریقہ (حضرت بلال ؓ کے دیس میں) کے بعد ان کا زیر نظر سفرنامہ عرب و غرب "نگری نگری پھرا مسافر" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ نام کے سلسلے میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ اس کا دوسرا حصہ (گھر کا رستہ بھول گیا) مجھ پر صادق نہیں آتا۔ میں نے دنیا بھر کی سیر کی، گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا مگر اللہ کا شکر ہے کہ گھر کا راستہ کبھی نہیں بھولا۔ دنیا میں جتنے بھی جنت نظیر خطے ہیں، دل کو اچھے لگتے ہیں مگر اپنے وطن کی خاک" حرمین شریف کے استثنی کے ساتھ، ہر ایک سے زیادہ محبوب و حسین لگتی ہے"۔ اس کا ہر ذرہ خاک ہمیں اپنی جان سے عزیز تر ہے۔ یہاں ہم جیل میں بھی پُرسکون رہتے ہیں کہ زنداں میں بھی امید کے چراغ جلتے رہتے ہیں۔

زیر نظر سفرنامے میں بعض خلیجی ریاستوں (قطر، ابوظہبی، کویت)، سعودی عرب اور ناروے کے متعدد

اسفار کا تذکرہ شامل ہے۔ یہ اجزا ہفت روزہ "ایشیا" اور روزنامہ "انصاف" کے سنڈے میگزین میں چھپتے رہے۔ سفرنامہ مجموعی طور پر حافظ صاحب کے طوفانی دوروں کی روداد یا روزنامچے پر مشتمل ہے۔ مشاہداتی بیانات اور تفاصیل کے بجائے انھوں نے تذکرہ احباب و اجتماعات اور ملاقاتوں کے ذکر کو ترجیح دی ہے۔ ان کے اپنے بقول: "اپنے تخیلات' تصورات اور احساسات سے تصویر بنانے یا نتائج اخذ کرنے سے زیادہ مسافر نے جو کچھ دیکھا' بلاکم و کاست بیان کر دیا ہے اور---- تخیلات و تصورات کو جھٹک کر محض واقعات کو بیان کرنے پر اکتفا کیا" (پیش لفظ از مصنف)۔

بیرونی ممالک میں اہل وطن اور وابستگان اسلامی تحریک کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اس لیے مسافر' وطن سے دور ہوتے ہوئے بھی خود کو اہل وطن کے درمیان محسوس کرتا ہے۔ مزید برآں وہ وقتاً فوقتاً وطن کو کسی نہ کسی بہانے یاد کرلیتا ہے۔ بعض باتیں بہت دل چسپ ہیں' مثلاً: ناروے کے بادشاہ میں بادشاہوں والی کوئی بات نہیں۔ وہ عام گاڑی میں سفر کرتا ہے اور بسا اوقات خود ہی خرید و فروخت کے لیے بازار چلا جاتا ہے اور جنرل اسٹور میں بے تکلفی سے داخل ہو جاتا ہے۔ قدرتی بات ہے کہ ناروے کے عوام دل سے بادشاہ کی عزت کرتے ہیں (ص ۱۴۲)۔

ایک اور دل چسپ بات یہ ہے کہ ناروے کی حکومت زیادہ بچوں والے خاندان کو زیادہ مراعات دیتی ہے' نہ صرف بچوں کو وظیفہ ملتا ہے بلکہ دیگر اخراجات کے لیے حکومت کی طرف سے مدد اور رعایتیں دی جاتی ہیں (ص ۱۸۴)۔ حافظ صاحب ناروے کے وزیر انصاف سے ملنے گئے تو پتا چلا کہ وہ وزیر عام ٹرام کے ذریعے دفتر پہنچے ہیں کیوں کہ ڈرائیور چھٹی پر تھا اور وزیر صاحب کے پاس نہ ذاتی گاڑی ہے اور نہ وہ ڈرائیونگ لائسنس رکھتے ہیں (ص ۱۷۵)۔ یہ کیسی عبرت ناک بات ہے کہ ناروے دنیا کے مال دار ترین ملکوں میں سے ہے مگر وہ اپنے حکمرانوں کو وہ مراعات نہیں دیتا جو غریب مشرقی ممالک کے حکمرانوں نے (جیسے پاکستان میں) اپنے لیے مختص کر رکھی ہیں۔

سفرنامے میں متعلقہ علاقوں اور ممالک کے مسائل کا ذکر بھی آیا' مثلاً عرب ریاستوں کی معاشی خوش حالی میں کمی' اقتصادی کساد بازاری' امریکی فوجوں کی موجودگی' مقامی آبادیوں اور تارکین وطن کے مسائل اور حکمرانوں کے معاملات وغیرہ---- ان میں بہت سے پہلو پریشان کن ہیں' مگر حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میری فکر اور سوچ پر رجائیت غالب رہتی ہے' چنانچہ وہ رفقا کو پُرامید رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایک اچھی بات یہ ہے کہ کتاب میں متعدد نقشے بھی شامل ہیں۔ قیمت کے لحاظ سے کتاب ارزاں ہے (رفیع الدین ہاشمی)۔